لَن یَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰکِن یَنَالُهُ التَّقْوٰی مِنکُمْ

قربانی کرنے والے حضرات سے صاف صاف باتیں

مفتی ناصر الدین مظاہری

ناشر

دار العلوم الخیریہ سندر پور ضلع سہارنپور (یوپی)

اس کتابچہ میں:

قربانی سے پہلے مخلصانہ اپیل

ضرورت مند کون؟ آپ یا غریب

بقرہ عید میں ''بکرا'' نہ بنیں

قربانی، سیلفیاں اور ویڈیوز

قربانی کا دارومدار نیت پر ہے

بہو اور، بیٹیوں پر قربانی کا حکم

نمازِ عید اور ہماری حالت

مسجد کا سامان عیدگاہ لے جانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی سے پہلے مخلصانہ اپیل:

جوں جوں قربانی کا وقت قریب آرہاہے میرے دل کی دھڑکنیں تیز تر ہورہی ہیں، تیز تر اس لئے ہورہی ہیں کہ مسلمان قربانی تو شان کے ساتھ کرتے اور مناتے ہیں لیکن اس شان کے چکر میں اسلام کی ''آن'' اور اسلامی تعلیمات کی ''جان'' نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ میں سب کی بات نہیں کر رہا ہوں ، بہت سے سنجیدہ حضرات ایسے بھی ہیں جو قربانی اُس کے تمام تر تقاضوں کے ساتھ کرتے ہیں لیکن ایک بڑی تعداد ایسے نافہموں کی بھی ہے جو قربانی کے سلسلہ میں اسلام اور مسلمانوں کو ہی بدنام کرنے کے درپے رہتے ہیں، مثلاً قربانی کے جانور لانے لے جانے میں سرکاری احکامات کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی جاتی ہے، جس گاڑی میں دو تین جانوروں کی گنجائش ہے اس گاڑی میں ٹھونس ٹھونس کر کئی کئی جانور بھر دیتے ہیں، جانوروں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ زبان پر لانے یا قلم سے لکھنے کی بھی ہمت نہیں ہورہی ہے۔

ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک میں ہماری تعداد تیس کروڑ کے لگ

بھگ ہے لیکن تقریباًایک ارب لوگ ایسے بھی رہتے ہیں جومسلمان نہیں ہیں،انھیں ہمارے مذہب سے بالکل محبت نہیں ہے،نہ ہی ہمارے مذہبی شعارات سے انھیں کوئی تعلق ہے، بلکہ حالات اتنے خراب کردئے گئے ہیں کہ اب بات کا بتنگڑ بنانے کی کوشش اورسازش آئے دن کامعمول بن چکا ہے ،نوبت یہ آگئی ہے کہ ’’جس کی لاٹھی اس کی بھینس‘‘ والی کہاوت سچ ثابت ہوتے دکھائی دیتی ہے ،ایسے حالات اور ماحول میں خودہمیں پھونک پھونک کرقدم رکھنا چاہئے، ہماری کوشش ہونی چاہئے کہ حکومت کو یا اپنے کسی بھی پڑوسی کوکوئی تکلیف نہ پہنچے۔اب جانوروں کا گوشت کھلے عام منتقل کرنے پر پابندی لگ گئی ہے ،اسلام کی تعلیم توشروع ہی سے یہی ہے کہ کھانے پینے کی تمام چیزیں چھپاکرلائی جائیں۔حکومت صفائی کاحکم دیتی ہےتوکیاغلط کرتی ہے؟اسلام میں صفائی کی جس قدرتائیداورتاکید کی گئی ہے اتنی توکسی بھی مذہب میں نہیں کی گئی ہے۔جانوروں کےساتھ اچھے سلوک کی ہدایت حکومت بھی دیتی ہے،اسلام نے توسختی کےساتھ جانوروں کےساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ہمارے والد ماجد مرحوم نظام الدین صاحب ذبیحہ کےخون،اس کی ہڈیاں حتی کہ رسی بھی زمین میں دبادیتے تھےاورکہتے تھے کہ قربانی کاخون بھی لائق احترام ہے اُسے یوں عام نالیوں میں نہیں بہاناچاہئے۔قربانی کے دنوں میں آپ مسلمانوں کے حسنِ

انتظام کے مظاہر اور مناظر خود دیکھ سکتے ہیں، کہیں کتے گوشت لے کر بھاگے جارہے ہیں کہیں ہڈیاں سڑکوں پر بکھری نظر آرہی ہیں، یہ سب حکومت کی ہدایات کی خلاف ورزی تو ہے ہی ساتھ ہی اسلامی تعلیمات اور عقل کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے۔

ذِبح کے وقت جانور کو ہر ممکن کم سے کم تکلیف پہنچے یہ ہمارے نبی کی تعلیم ہے اور ہم قربانی کے وقت جانور کے ساتھ رویّوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔حکومت کی ہدایت ہے کہ قربانی کھلے میں نہ کی جائے اپنے گھروں میں صرف اُن جانوروں کی قربانی کی جائے جو ممنوع نہیں ہیں ۔ کچھ احمقوں نے حکومت کی ہدایت پر عمل تو کیا لیکن قربانی کے وقت کے تمام مناظر اپنے موبائل میں محفوظ کر کے ان کو سوشل میڈیا پر اپلوڈ کردیا،سوچیں اگر آپ کھلے میں قربانی کرتے تو ممکن تھا دس پانچ لوگ ہی دیکھتے لیکن اب سوشل میڈیا پر دیکھنے والوں کی کوئی حد نہیں رہی۔اس قسم کے لغو کام کچھ بے وقوف کر کے اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی، جگ ہنسائی اور فتنہ پروری کا ذریعہ بنتے ہیں پھر جب حکومت ایکشن لیتی ہے، مجرموں کو جیل بھیجتی ہے تو کچھ خیر خواہ چیخنا شروع کردیتے ہیں کہ جمعیۃ کیا کر رہی ہے،ارے بھائی جمعیۃ تمہارے الٹے سیدھے کاموں کے لئے ہی رہ گئی ہے کیا؟اس کے پاس اور بھی غم کیا کم ہیں۔

جن جانوروں کے ذبح پر پابندی ہے یعنی گائے اور بیل کی قربانی ملک کے بعض صوبوں میں ممنوع ہے،تو مسلمانوں کو ایسے ممنوعہ جانوروں کی قربانی ممنوعہ علاقوں میں کرنے سے احتیاط کرنی چاہئے۔یہی اپیل دارالعلوم اور مظاہر علوم کی طرف سے ہر سال کی جاتی ہے چنانچہ مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کے کتابچہ ''احکام عید الاضحیٰ''میں صراحت موجود ہے کہ''قانوناً گائے اور اس کی نسل کا ذبیحہ بند ہے''ظاہر ہے ہمیں اس بندش کا لحاظ اور خیال رکھنا چاہئے اور بقیہ جانوروں کی ہی قربانی کرنی چاہئے۔قربانی کے نا قابل استعمال تمام اجزاء بشمول خون، ہڈیاں، بال وغیرہ سب کو دفنا دینا چاہئے۔

یہ مہنگائی کا زمانہ ہے،لیدر یعنی چمڑے کی بنی چیزوں کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں بلکہ چمڑے کے جوتے اور چپل کا تصور غریب اور درمیانے درجے کے لوگ نہیں کر سکتے۔اس کے باوجود قربانی اور بڑے جانوروں کی کھالیں اتنی سستی ہو چکی ہیں کہ جلدی فروخت نہیں ہوتی ہیں اگر فروخت ہو گئیں تو اُن کے حصول میں آنے والے صرفہ کو نکال کر کچھ بھی نہیں بچتا ہے،غور کیجئے! کھالیں سستی ہیں اور کھال سے بنی چیزیں نہایت مہنگی ہو چکی ہیں وجہ یہ ہے کہ ان جانوروں کی کھالیں دست بدست غیر مسلم فیکٹری مالکان تک پہنچتی ہیں وہاں چمڑے کا سامان تیار ہو کر منہ مانگی قیمت سے فروخت ہو رہا ہے یعنی ایک طبقہ

کا زبردست نقصان ہےتو دوسرے طبقہ کا زبردست فائدہ ہے،ایک کی اقتصادی کمر توڑی جارہی ہے دوسرے کو اقتصادی فائدہ پہنچایا جارہا ہے۔

ایسی صورت میں بہتر تو یہ تھا کہ جمعیۃ یا امیر لوگ خود اپنی فیکٹریاں لگائیں ،اس میں چمڑے کا سامان تیار کرائیں اوراس سے تجارت کو فروغ دیں۔دار العلوم اور مظاہر علوم بھی یہ کام کر سکتے ہیں اور اگر نہ کر سکیں تو کسی کو بھی اس کام کے لئے حکمت کے ساتھ کھڑا کر سکتے ہیں۔

ضرورت مند کون؟ آپ یا غریب؟

ذی الحجہ کی آمد آمد ہے،آج سے ٹھیک دسویں دن عید قرباں ہے،اس دن پوری دنیامیں سنت ابراہیم (یعنی قربانی) کی جائے گی،امیر وغریب ،شاہ وگدا،کالے گورے ہر رنگ اور ہر نسل کے کلمہ گو ایک صف میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کبریائی کا اعلان کریں گے،دوگانہ ادا کریں گے۔اپنی اپنی وسعت کے مطابق اپنے جانوروں کی قربانیاں کر کے اللہ کے حکم اور رسول اللہ کی سنتوں پر عمل کی توفیق میسر ہوگی۔اس دن قربانی کے گوشت کو غریبوں،محلّہ والوں اور عزیزوں میں تقسیم کیا جائے گا،کیونکہ اس عمل کو انجام دینے کی ہمارے نبی نے ہدایت فرمائی ہے۔

خوشی اور مسرت کے اس ماحول میں آپ دیکھیں گے کچھ امیروں،رئیسوں

کو جو بازاروں سے فریج اور فریزر خرید رہے ہوں گے تاکہ گوشت کا زیادہ سے زیادہ اسٹاک اور ذخیرہ جمع کر کے بعد میں مدتوں کام آسکے۔ بکرا، بھیڑ، دنبہ، بھینس، بیل (بھارت میں پابندی ہے) اور اونٹ جس کی جو وسعت ہوتی ہے پوری دنیا میں ہر مسلمان اس واجب کی ادائیگی کر کے اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے، کیونکہ قربانی کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند قربانی کا خون بہانا ہے۔

درمیان میں ایک بات اپنے سمجھنے کے لئے لکھ رہا ہوں، بچہ یا بچی جب جوان ہو جائیں تو ان کا نکاح کرنے کا ہمیں حکم ہے، لیکن مفتیان ہمیں بتاتے ہیں کہ صرف اپنی خواہش پوری کرنے کی نیت سے نکاح کرنا شریعت میں منع ہے، نکاح بے شک کریں لیکن ہماری نیت جنسی تسکین نہیں بلکہ نبی کی سنت، از دیاد امت محمدیہ ہونی چاہئے۔ اب آتے ہیں اصل بات کی طرف قربانی اگر اللہ کی خوشنودی کے لئے کی جائے تو ان دنوں میں اس سے بہتر کوئی عمل نہیں لیکن قربانی اگر گوشت کے حصول کے لئے کی جائے تو اس سے بڑی مصیبت کوئی نہیں، آپ کی قربانی عنداللہ قابل قبول نہیں، بلکہ اگر آپ کے جانور میں کسی اور کے حصے ہیں تو آپ نے ان حصہ داروں کی قربانیوں کا بھی بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ کیا قربانی اسی لئے کی جاتی ہے کہ آپ اپنے فریج بھر لیں، اپنے فریزر بھر لیں، کیا آپ کے لئے گوشت اتنا نایاب ہے؟ کیا آپ سالوں سے گوشت کو ترس رہے ہیں؟ نہیں

واللہ ایسا بالکل نہیں ہے، دیکھا یہ گیا ہے گوشت کے حریص وہ لوگ زیادہ ہوتے ہیں جو روز آنہ کھاتے ہیں، وہ لوگ جو ہفتہ مہینہ یا سال بعد پاتے ہیں وہ اتنا نہیں مرتے جتنا امیروں کو مرتے دیکھا ہے۔ خدا کے واسطے خوشی کے کسی بھی موقع پر سنت نبوی کا دامن نہ چھوڑیں جب جب آپ غریبوں کا حق اور حصہ کھانے کی کوشش کریں گے، کسی نئی مشکل اور نئی مصیبت میں خود کو گرفتار پائیں گے۔ اس وقت بھی اسی بھارت کے بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں غربت نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں، میں خود بہت سے ایسے علاقوں کو جانتا ہوں جہاں کے لوگ پیٹ بھر کر کھانا نہیں پاتے ہیں، اسی بھارت میں اسی آسمان کے نیچے میں نے خود موجودہ حکومت کے لئے کلمہ گو مسلمانوں کو دعا کرتے دیکھا ہے اور بار بار کہتے سنا ہے کہ یہ سرکار کم سے کم مفت میں غلہ دے کر ہمارے بچوں کو مرنے نہیں دیتی ہے۔ جی ہاں ممکن ہے میری حق بیانی بہت سے لوگوں کو گراں محسوس ہو لیکن میں کیا کروں اللہ کا شکر ہے کہ میں آپ تک اپنی بات بلکہ اپنے ہم قوموں کی باتیں پہنچا رہا ہوں۔ میں نے خود قربانی کے دن لوگوں کو گوشت کی دکانوں سے گوشت خریدتے دیکھا ہے۔

اگر مفتیان نے کہہ دیا کہ ضرورت ہو تو قربانی کا تمام گوشت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں تو کیا اس کو ضرورت کہتے ہیں کہ آپ کے گھر میں چھ چھ مہینے بلکہ نو ذی الحجہ تک قربانی کا گوشت چلتا رہے، کباب بنتے رہیں، کوفتے اور پائے

تیار ہوکر آپ کے سامنے آتے رہیں تو پھر وہ بچے کیا کریں جن کی مائیں دلاسا دیتے دیتے آبدیدہ ہوجاتی ہیں کہ قربانی آنے دو تم سب کو اچھے سے اچھا گوشت بنا کر کھلاؤں گی۔ غریبوں کے بچے امیروں کی طرف آس لگائے بیٹھے ہیں اور امیر زادے اپنی فریجوں اور فریزوں کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں۔

بقرہ عید میں ''بکرا'' نہ بنیں:

بھوک کی وجہ سے یتیم بچوں کے منہ کھلے ہوئے ہیں، بیوائیں ایک ایک روٹی کو ترس رہی ہیں، غربا کے گھروں سے کئی کئی دن دھواں نظر نہیں آتا، کتنی ہی غریب بن بیاہی بچیاں غربت اور مفلسی کی نذر ہوگئیں، کتنی ہی بچے مفلوک الحالی کی وجہ سے اپنی ماؤں اور بہنوں کے دلال بن گئے، کتنے ہی لوگوں نے تنگی اور تنگ دستی سے مجبور ہوکر پھانسیاں، خودکشیاں اور دریاؤں میں ڈوب میں کر جانیں دیدیں، جی ہاں آپ ہی کے قرب وجوار میں، آپ ہی کی حویلی اور مکان کے نزدیک کوئی نہ کوئی گھر اور گھرانہ ایسا بھی مل جائے گا جن کے یہاں مہینوں مہینوں پھلوں کی زیارت نہیں ہوئی، گوشت کا دیدار نہیں ہوا، کتنے ہی بچے، بچیاں، عورتیں اور لوگ سال سال بھر نئے کپڑوں سے محروم ہیں، کتنے ہی بچے فیس کی وسعت نہ رکھنے کی وجہ سے تعلیم سے محروم ہیں، جس سڑک پر آپ کی کار فراٹے بھرتی، دندناتی ہوئی شائیں شائیں گزر جاتی ہے کیا کبھی سوچا اسی

سڑک پر کچھ لوگ ایسے بھی مارے مارے پھر رہے ہیں جن کو پورے دن کہیں مزدوری نہیں مل سکی، جن کے بچے آس لگائے اپنے ابو کے انتظار میں ہیں، اِدھر مایوس باپ حیران و پریشان اور امیروں کی بے توجہی اور بے توفیقی سے رنجیدہ اور کبیدہ ہوسپٹل میں اپنا ہی خون بیچنے پہنچا ہوا ہے کہ اسے اپنے بچے بھوک سے روتے بلکتے دیکھے نہیں جاتے۔

امیرو! رئیسو! خوش حالو! خوش باشو! اللہ کے حضور میں کیا جواب دو گے؟ قربانی کے دنوں میں نہایت ہی عیاری و مکاری اور شاطری کے ساتھ کسی حلال جانور کے پیٹ یا پیٹھ پر اگر "اللہ" یا "محمد" لکھا ہوا ہو تو اس کو اس کی قیمت سے دس بیس گنا بڑھا کر خرید لو یہ کس نے تمہیں حکم دیا تھا؟ کس نے کہا تھا کہ ایسے جانوروں کی قربانی کرنے سے ثواب زیادہ ملتا ہے؟ اس قسم کے لغو کاموں میں اپنی کمائی ضائع کرو؟ ایسا کس نے امر فرمایا ہے؟۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی قربانیاں ہوتی رہی ہیں، کیوں کسی صحابی کو کوئی بھی ایسا جانور نہیں ملا جس کی پشت، پیٹ یا پیشانی پر اسم پاک اللہ یا محمد لکھا ہوا ہو؟ تو پھر یہ کیا ہوا کہ آج صرف قربانی کے دنوں میں خاص کر پاکستان میں کوئی نہ کوئی گائے، دنبہ، بکرا، بھینسا، گائے دیکھنے کو مل جائے گی جس کے جسم پر کوئی ایسی علامت ہوگی جس کو غور کرنے پر پتہ چلے گا کہ یہ "اللہ"

لکھا ہوا ہے، یا''محمدؐ'' لکھا ہوا ہے۔اب امیروں کی رگ حمیت پھڑکے گی ،منہ مانگی قیمت ادا کرکے وہ جانور خریدلیں گے،پہلے نمائش ہوگی،بازاروں میں،گلیاروں میں، چوک وچوراہوں میں اور پھر نیشنل اور انٹرنیشنل ٹی چینلوں پر، یوٹیوب اور فیس بک پر،سب چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی دولت ایسے ہی ضائع ہوتی رہے، دنیا کی کوئی غیر مسلم حکومت نہیں چاہتی کہ مسلمان عزت اور سرفرازی کیساتھ زندگی گزاریں،اسی لئے جب کوئی ایسا کام صادر ہوتا ہے تو پورا میڈیا اپنی آنکھوں پر بٹھا لیتا ہے،آپ کی دولت کے ضیاع سے ان کے گھروں میں خوشی کے شادیانے بجتے ہیں۔

سنو!سنو!!

''حلال کمائی اینٹ اور گارے میں ضائع نہیں ہوتی''

یہ میں نہیں کہتا حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے تو پھر کیوں نہیں سوچتے آپ کی حلال کمائی بے دریغ ضائع ہورہی ہے۔اسلام افراط اور تفریط کا قائل نہیں ہے۔

اسلام نے فضول خرچی سے منع کیا ہے،فضول خرچوں کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے۔حلال کمائی حلال کے راستے خرچ ہو تو اچھی بات ہے، یہ سچ ہے کہ حرام کمائی حرام کے راستے میں خرچ ہوتی ہے۔فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔اگر آپ

نے حرام کی کمائی سے ''حلال جانور'' خرید بھی لیا ،شریعت کے مطابق اس کو''ذبح'' بھی کرلیا تو کیااس کا گوشت ''حلال'' ہوجائے گا۔

خدارا فضولیات سے بچو،نمائش سے بچو؟ نام ونمود سے بچو،اپنی دولت سنبھال کررکھو،جس دولت میں شریعت نے غریبوں کا حصہ رکھا ہے اس دولت میں شیطان کی حصہ داری نہ کرو۔

جو روپے فضولیات میں خرچ کردیتے ہو اس رقم سے کتنی ہی غریب بچیاں بیاہی جاسکتی ہیں، کتنے ہی یتیموں کی تعلیمی فیس جمع کی جاسکتی ہے، کتنے ہی ایسے غریب مجرموں کو جیل کی سلاخوں سے باہر لایا جاسکتا ہے جو''مطالبہ'' پورا نہ کرپانے کی وجہ سے سالہا سال سے جیل میں قید ہیں، کتنے ہی غریبوں کے گھروں میں چولھے جل سکتے ہیں اور کتنے ہی جگر گوشے علاج کے ذریعہ شفایاب ہوسکتے ہیں۔

قربانی، سیلفیاں، ویڈیو:

نماز ہو، روزہ ہو، حج ہو، زکوۃ ہو، تلاوت ہو، نوافل ہوں، کوئی بھی عبادت ہو اللہ تعالیٰ کو ریاکاری اور دکھاوا بالکل پسند نہیں ہے۔ جو لوگ نمازی کہلانے کے لئے نماز پڑھیں، روزہ دار کہلانے کے لئے روزہ رکھیں، حاجی کہے جانے کے لئے حج کریں، امیر اور قوم کا ہمدرد کہے جانے کے لئے زکوۃ دیں، یقین

مانیں اور یقین جانیں ایسی تمام عبادتیں، ریاضتیں ضائع اور بے کار ہیں۔حتیٰ کہ شہید کی ''شہادت'' قابل قبول نہیں، اساتذۂ کرام کی ''تعلیم'' قابل قبول نہیں، سخی کی ''سخاوت'' قابل قبول نہیں کیونکہ ان سب کی نیت دکھاوے کی تھی۔

سو اس تمہید کے بعد آپ سمجھ سکتے ہیں کہ قربانی جو خالص اسلامی شعار ہے، عبادت ہے، رضائے رب کا ذریعہ ہے، خوشنودیٔ رحمان کا سبب اور وسیلہ ہے اگر یہ عبادت بھی اسی ''دکھاوے'' کی نذر ہوگئی تو ہماری اس عبادت کا کیا ہوگا؟ جو قربانی محض دکھاوے کے لئے کی گئی ہے، بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام پاک بھی لیا گیا ہے، بسم اللہ اللہ اکبر بھی پڑھا گیا ہے، سارے وہ کام کئے گئے ہیں جن کا شریعت نے مکلّف بنایا ہے بس ایک چیز ہے ''نیت'' جس میں فتور ہے، اس کا ارادہ یہ ہے کہ لوگ واہ واہی کریں، گلی گلی میں لوگوں کی زبانوں پر اسی کا نام ہو کہ فلانے نے کتنا مہنگا جانور راہ خدا میں قربان کیا، لوگ مثالیں دیں کہ فلاں نے تو کمال کر دیا، سب لوگ ایک ایک حصہ اور ایک بکرا ہی قربان کرتے ہیں ہمارے محلّہ کے حاجی صاحب نے، قاضی صاحب نے، امیرزادے نے، رئیس صاحب نے درجنوں جانور قربان کر دئے ہیں۔جی ہاں بہت ممکن ہے تھوڑی دیر کے لئے لوگوں کی زبانوں پر آپ کا نام آجائے، ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ آپ کے در اور گھر پہنچ کر واہ واہی کریں، چاپلوسی کریں، جھوٹی تعریف کریں لیکن اللہ

تعالیٰ کے یہاں دکھاوے کی اس عبادت کو''نفاق'' کے زمرے میں لکھا جاچکا ہے ،ایسا منافق شخص جب تک دنیا میں جیئے گا نافرمانوں میں شمار ہوگا اور آخرت کا عذاب تو بڑا دردناک ہے۔

سنو! سنو!!

اللہ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی، اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔'' (جامع العلوم والحکم)

آپ کیا سمجھتے ہیں آپ نے جانور ذبح کیا، اس کی ویڈیو بنالی، فیس بک، ٹیوٹر، واٹسپ ہر جگہ وائرل کردی کیا اس کو دکھاوا نہیں کہتے؟ کیا آپ کا یہ عمل ''مسنون'' کہا جائے گا؟ ہرگز نہیں، ریاکاری یہ بھی ہے۔ ابنِ عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سب سے زیادہ خسارے میں وہ شخص ہے جو لوگوں کے سامنے اپنے نیک اعمال ظاہر کرتا ہے۔ (شعب الایمان)

آسمان کے نیچے اسلام کے سوا سب باطل ہے، ہماری کتاب، ہماری شریعت اور ہمارا مذہب ہی باقی رہنے والا ہے، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہماری کتاب اور ہمارے نبی کی تعلیمات ہی ہمارے لئے کافی ہیں تو پھر کیوں ہم

شیطان کی اقتدا اور اتباع کرتے ہیں۔ اسلام کے دشمن بال کی کھال نکالنے اور اسلام پر اعتراض کے مواقع تلاش رہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ اپنی بداعمالیوں، بدکرداریوں، غیر شرعی وغیر سنجیدہ امور کے ارتکاب سے انھیں یہ موقع فراہم کر رہے ہیں۔

آخری بات: کسی بھی دھرم میں عبادات کی تشہیر نہیں ہوتی، کیا وہ لوگ گوشت نہیں کھاتے؟ کیا وہ لوگ جانور ذبح نہیں کرتے؟ سب کرتے ہیں اور آپ سے زیادہ کرتے ہیں، آپ ایک ہی آنت سے کھاتے ہیں اور وہ ساتوں آنتوں میں کھاتے ہیں۔

قربانی سے پہلے مخلصانہ اپیل:

جوں جوں قربانی کا وقت قریب آرہا ہے میرے دل کی دھڑکنیں تیز تر ہورہی ہیں، تیز تر اس لئے ہورہی ہیں کہ مسلمان قربانی تو شان کے ساتھ کرتے اور مناتے ہیں لیکن اس شان کے چکر میں اسلام کی ''آن'' اور اسلامی تعلیمات کی ''جان'' نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ میں سب کی بات نہیں کر رہا ہوں ، بہت سے سنجیدہ حضرات ایسے بھی ہیں جو قربانی اُس کے تمام تر تقاضوں کے ساتھ کرتے ہیں لیکن ایک بڑی تعداد ایسے نافہموں کی بھی ہے جو قربانی کے سلسلہ میں اسلام اور مسلمانوں کو ہی بدنام کرنے کے درپے رہتے ہیں، مثلاً قربانی کے جانور لانے لے جانے میں سرکاری احکامات کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی جاتی

ہے،جس گاڑی میں دوتین جانوروں کی گنجائش ہے اس گاڑی میں ٹھونس ٹھونس کرکئی کئی جانور بھر دیتے ہیں، جانوروں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ زبان پرلانے یاقلم سے لکھنے کی بھی ہمت نہیں ہورہی ہے۔

ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک میں ہماری تعدادتیس کروڑ کے لگ بھگ ہے لیکن تقریباًایک ارب لوگ ایسے بھی رہتے ہیں جومسلمان نہیں ہیں،انھیں ہمارے مذہب سے بالکل محبت نہیں ہے،نہ ہی ہمارے مذہبی شعارات سے انھیں کوئی تعلق ہے، بلکہ حالات اتنے خراب کردئے گئے ہیں کہ اب بات کا بتنگڑ بنانے کی کوشش اورسازش آئے دن کامعمول بن چکا ہے ،نوبت یہ آگئی ہے کہ ’’جس کی لاٹھی اس کی بھینس‘‘ والی کہاوت سچ ثابت ہوتے دکھائی دیتی ہے ،ایسے حالات اورماحول میں خودہمیں پھونک پھونک کرقدم رکھنا چاہئے ، ہماری کوشش ہونی چاہئے کہ حکومت کو یااپنے کسی بھی پڑوسی کوکوئی تکلیف نہ پہنچے۔اب جانوروں کاگوشت کھلے عام منتقل کرنے پرپابندی لگ گئی ہے ،اسلام کی تعلیم توشروع ہی سے یہی ہے کہ کھانے پینے کی تمام چیزیں چھپاکرلائی جائیں۔حکومت صفائی کاحکم دیتی ہےتوکیاغلط کرتی ہے؟اسلام میں صفائی کی جس قدرتائیداورتاکید کی گئی ہے اتنی توکسی بھی مذہب میں نہیں کی گئی ہے۔جانوروں کے ساتھ اچھےسلوک کی ہدایت حکومت بھی دیتی ہے،اسلام نے توسختی کے ساتھ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ہمارے والد ماجد

مرحوم نظام الدین صاحب ذبیحہ کے خون، اس کی ہڈیاں حتیٰ کہ رسی بھی زمین میں دبا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ قربانی کا خون بھی لائق احترام ہے اُسے یوں عام نالیوں میں نہیں بہانا چاہئے۔ قربانی کے دنوں میں آپ مسلمانوں کے حسنِ انتظام کے مظاہر اور مناظر خود دیکھ سکتے ہیں، کہیں کتے گوشت لے کر بھاگے جارہے ہیں کہیں ہڈیاں سڑکوں پر بکھری نظر آرہی ہیں، یہ سب حکومت کی ہدایات کی خلاف ورزی تو ہے ہی ساتھ ہی اسلامی تعلیمات اور عقل کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے۔

ذِبح کے وقت جانور کو ہر ممکن کم سے کم تکلیف پہنچے یہ ہمارے نبی کی تعلیم ہے اور ہم قربانی کے وقت جانور کے ساتھ رویّوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ حکومت کی ہدایت ہے کہ قربانی کھلے میں نہ کی جائے اپنے گھروں میں صرف اُن جانوروں کی قربانی کی جائے جو ممنوع نہیں ہیں۔ کچھ احمقوں نے حکومت کی ہدایت پر عمل تو کیا لیکن قربانی کے وقت کے تمام مناظر اپنے موبائل میں محفوظ کر کے ان کو سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر دیا، سوچیں اگر آپ کھلے میں قربانی کرتے تو ممکن تھا دس پانچ لوگ ہی دیکھتے لیکن اب سوشل میڈیا پر دیکھنے والوں کی کوئی حد نہیں رہی۔ اس قسم کے لغو کام کچھ بے وقوف کر کے اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی، جگ ہنسائی اور فتنہ پروری کا ذریعہ بنتے ہیں پھر جب حکومت ایکشن لیتی ہے، مجرموں کو جیل بھیجتی ہے تو کچھ خیر خواہ چیخنا شروع کر دیتے ہیں کہ جمعیۃ

کیا کر رہی ہے، ارے بھائی جمعیۃ تمہارے الٹے سیدھے کاموں کے لئے ہی رہ گئی ہے کیا؟ اس کے پاس اور بھی غم کیا کم ہیں۔

جن جانوروں کے ذبح پر پابندی ہے یعنی گائے اور بیل کی قربانی ملک کے بعض صوبوں میں ممنوع ہے، تو مسلمانوں کو ایسے ممنوعہ جانوروں کی قربانی ممنوعہ علاقوں میں کرنے سے احتیاط کرنی چاہئے۔ یہی اپیل دارالعلوم اور مظاہر علوم کی طرف سے ہر سال کی جاتی ہے چنانچہ مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کے کتابچہ ''احکام عید الاضحیٰ'' میں صراحت موجود ہے کہ ''قانوناً گائے اور اس کی نسل کا ذبیحہ بند ہے'' ظاہر ہے ہمیں اس بندش کا لحاظ اور خیال رکھنا چاہئے اور بقیہ جانوروں کی ہی قربانی کرنی چاہئے۔ قربانی کے ناقابل استعمال تمام اجزاء بشمول خون، ہڈیاں، بال وغیرہ سب کو دفنا دینا چاہئے۔

یہ مہنگائی کا زمانہ ہے، لیدر یعنی چمڑے کی بنی چیزوں کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں بلکہ چمڑے کے جوتے اور چپل کا تصور غریب اور درمیانے درجے کے لوگ نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود قربانی اور بڑے جانوروں کی کھالیں اتنی سستی ہو چکی ہیں کہ جلدی فروخت نہیں ہوتی ہیں اگر فروخت ہو گئیں تو اُن کے حصول میں آنے والے صرفہ کو نکال کر کچھ بھی نہیں بچتا ہے، غور کیجئے! کھالیں سستی ہیں اور کھال سے بنی چیزیں نہایت مہنگی ہو چکی ہیں وجہ یہ ہے کہ ان جانوروں کی کھالیں دست بدست غیر مسلم فیکٹری مالکان تک پہنچتی ہیں وہاں

چمڑے کا سامان تیار ہوکر منہ مانگی قیمت سے فروخت ہورہا ہے یعنی ایک طبقہ کا زبردست نقصان ہے تو دوسرے طبقہ کا زبردست فائدہ ہے، ایک کی اقتصادی کمر توڑی جارہی ہے دوسرے کو اقتصادی فائدہ پہنچایا جارہا ہے۔

ایسی صورت میں بہتر تو یہ تھا کہ جمعیۃ یا امیر لوگ خود اپنی فیکٹریاں لگائیں ،اس میں چمڑے کا سامان تیار کرائیں اوراس سے تجارت کوفروغ دیں۔ دارالعلوم اور مظاہر علوم بھی یہ کام کرسکتے ہیں اور اگر نہ کرسکیں تو کسی کو بھی اس کام کے لئے حکمت کے ساتھ کھڑا کرسکتے ہیں۔

ضرورت مند کون؟ آپ یا غریب؟

ذی الحجہ کی آمد آمد ہے، آج سے ٹھیک دسویں دن عید قرباں ہے، اس دن پوری دنیا میں سنت ابراہیم (یعنی قربانی) کی جائے گی، امیر وغریب ،شاہ وگدا، کالے گورے ہر رنگ اور ہر نسل کے کلمہ گو ایک صف میں کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کبریائی کا اعلان کریں گے، دوگانہ ادا کریں گے۔ اپنی اپنی وسعت کے مطابق اپنے جانوروں کی قربانیاں کرکے اللہ کے حکم اور رسول اللہ کی سنتوں پر عمل کی توفیق میسر ہوگی۔ اس دن قربانی کے گوشت کو غریبوں ،محلّہ والوں اور عزیزوں میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ اس عمل کو انجام دینے کی ہمارے نبی نے ہدایت فرمائی ہے۔

خوشی اور مسرت کے اس ماحول میں آپ دیکھیں گے کچھ امیروں، رئیسوں

کو جو بازاروں سے فریج اور فریزر خرید رہے ہوں گے تا کہ گوشت کا زیادہ سے زیادہ اسٹاک اور ذخیرہ جمع کر کے بعد میں مدتوں کام آسکے۔ بکرا، بھیڑ، دنبہ، بھینس، بیل (بھارت میں پابندی ہے) اور اونٹ جس کی جو وسعت ہوتی ہے پوری دنیا میں ہر مسلمان اس واجب کی ادائیگی کر کے اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے، کیونکہ قربانی کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند قربانی کا خون بہانا ہے۔

درمیان میں ایک بات اپنے سمجھنے کے لئے لکھ رہا ہوں، بچہ یا بچی جب جوان ہو جائیں تو ان کا نکاح کرنے کا ہمیں حکم ہے، لیکن مفتیان ہمیں بتاتے ہیں کہ صرف اپنی خواہش پوری کرنے کی نیت سے نکاح کرنا شریعت میں منع ہے ، نکاح بے شک کریں لیکن ہماری نیت جنسی تسکین نہیں بلکہ نبی کی سنت، از دیاد امت محمدیہ ہونی چاہئے۔ اب آتے ہیں اصل بات کی طرف قربانی اگر اللہ کی خوشنودی کے لئے کی جائے تو ان دنوں میں اس سے بہتر کوئی عمل نہیں لیکن قربانی اگر گوشت کے حصول کے لئے کی جائے تو اس سے بڑی مصیبت کوئی نہیں ، آپ کی قربانی عند اللہ قابل قبول نہیں، بلکہ اگر آپ کے جانور میں کسی اور کے حصے ہیں تو آپ نے ان حصہ داروں کی قربانیوں کا بھی بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ کیا قربانی اسی لئے کی جاتی ہے کہ آپ اپنے فریج بھر لیں، اپنے فریزر بھر لیں، کیا آپ کے لئے گوشت اتنا نایاب ہے؟ کیا آپ سالوں سے گوشت کو ترس رہے

ہیں؟ نہیں واللہ ایسا بالکل نہیں ہے، دیکھا یہ گیا ہے گوشت کے حریص وہ لوگ زیادہ ہوتے ہیں جو روز آنہ کھاتے ہیں، وہ لوگ جو ہفتہ مہینہ یا سال بعد پاتے ہیں وہ اتنا نہیں مرتے جتنا امیروں کو مرتے دیکھا ہے۔ خدا کے واسطے خوشی کے کسی بھی موقع پر سنت نبوی کا دامن نہ چھوڑیں جب جب آپ غریبوں کا حق اور حصہ کھانے کی کوشش کریں گے، کسی نئی مشکل اور نئی مصیبت میں خود کو گرفتار پائیں گے۔ اس وقت بھی اسی بھارت کے بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں غربت نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں، میں خود بہت سے ایسے علاقوں کو جانتا ہوں جہاں کے لوگ پیٹ بھر کر کھانا نہیں پاتے ہیں، اسی بھارت میں اسی آسمان کے نیچے میں نے خود موجودہ حکومت کے لئے کلمہ گو مسلمانوں کو دعا کرتے دیکھا ہے اور بار بار کہتے سنا ہے کہ یہ سرکار کم سے کم مفت میں غلہ دے کر ہمارے بچوں کو مرنے نہیں دیتی ہے۔ جی ہاں ممکن ہے میری حق بیانی بہت سے لوگوں کو گراں محسوس ہو لیکن میں کیا کروں اللہ کا شکر ہے کہ میں آپ تک اپنی بات بلکہ اپنے ہم قوموں کی باتیں پہنچا رہا ہوں۔ میں نے خود قربانی کے دن لوگوں کو گوشت کی دکانوں سے گوشت خریدتے دیکھا ہے۔

اگر مفتیان نے کہہ دیا کہ ضرورت ہو تو قربانی کا تمام گوشت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں تو کیا اس کو ضرورت کہتے ہیں کہ آپ کے گھر میں چھ چھ مہینے بلکہ نو ذی الحجہ تک قربانی کا گوشت چلتا رہے، کباب بنتے رہیں، کوفتے اور پائے

تیار ہوکر آپ کے سامنے آتے رہیں تو پھر وہ بچے کیا کریں جن کی مائیں دلاسا دیتے دیتے آبدیدہ ہوجاتی ہیں کہ قربانی آنے دو تم سب کو اچھے سے اچھا گوشت بنا کر کھلاؤں گی۔ غریبوں کے بچے امیروں کی طرف آس لگائے بیٹھے ہیں اور امیرزادے اپنی فریجوں اور فریزوروں کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں۔

بقرہ عید میں ''بکرا'' نہ بنیں:

بھوک کی وجہ سے یتیم بچوں کے منہ کھلے ہوئے ہیں، بیوائیں ایک ایک روٹی کو ترس رہی ہیں، غربا کے گھروں سے کئی کئی دن دھواں نظر نہیں آتا، کتنی ہی غریب بن بیاہی بچیاں غربت اور مفلسی کی نذر ہوگئیں، کتنی ہی بچے مفلوک الحالی کی وجہ سے اپنی ماؤں اور بہنوں کے دلال بن گئے، کتنے ہی لوگوں نے تنگی اور تنگ دستی سے مجبور ہوکر پھانسیاں، خودکشیاں اور دریاؤں میں ڈوب میں کر جانیں دیدیں، جی ہاں آپ ہی کے قرب وجوار میں، آپ ہی کی حویلی اور مکان کے نزدیک کوئی نہ کوئی گھر اور گھرانہ ایسا بھی مل جائے گا جن کے یہاں مہینوں مہینوں پھلوں کی زیارت نہیں ہوئی، گوشت کا دیدار نہیں ہوا، کتنے ہی بچے، بچیاں، عورتیں اور لوگ سال سال بھر نئے کپڑوں سے محروم ہیں، کتنے ہی بچے فیس کی وسعت نہ رکھنے کی وجہ سے تعلیم سے محروم ہیں، جس سڑک پر آپ کی کار فراٹے بھرتی، دندناتی ہوئی شائیں شائیں گزر جاتی ہے کیا کبھی سوچا اسی سڑک پر کچھ لوگ ایسے بھی مارے مارے پھر رہے ہیں جن کو پورے دن کہیں

مزدوری نہیں مل سکی، جن کے بچے آس لگائے اپنے ابو کے انتظار میں ہیں، اِدھر مایوس باپ حیران و پریشان اور امیروں کی بے توجہی اور بے توفیقی سے رنجیدہ اور کبیدہ ہوسپٹل میں اپنا ہی خون بیچنے پہنچا ہوا ہے کہ اسے اپنے بچے بھوک سے روتے بلکتے دیکھے نہیں جاتے۔

امیرو! رئیسو! خوش حالو! خوش باشو! اللہ کے حضور میں کیا جواب دو گے ؟ قربانی کے دنوں میں نہایت ہی عیاری و مکاری اور شاطری کے ساتھ کسی حلال جانور کے پیٹ یا پیٹھ پر اگر ''اللہ'' یا ''محمد'' لکھا ہوا ہو تو اس کو اس کی قیمت سے دس بیس گنا بڑھا کر خرید لو یہ کس نے تمہیں حکم دیا تھا؟ کس نے کہا تھا کہ ایسے جانوروں کی قربانی کرنے سے ثواب زیادہ ملتا ہے؟ اس قسم کے لغو کاموں میں اپنی کمائی ضائع کرو؟ ایسا کس نے امر فرمایا ہے؟۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی قربانیاں ہوتی رہی ہیں، کیوں کسی صحابی کو کوئی بھی ایسا جانور نہیں ملا جس کی پشت، پیٹ یا پیشانی پر اسم پاک اللہ یا محمد لکھا ہوا ہو؟ تو پھر یہ کیا ہوا کہ آج صرف قربانی کے دنوں میں خاص کر پاکستان میں کوئی نہ کوئی گائے، دنبہ، بکرا، بھینسا، گائے دیکھنے کو مل جائے گی جس کے جسم پر کوئی ایسی علامت ہوگی جس کو غور کرنے پر پتہ چلے گا کہ یہ ''اللہ'' لکھا ہوا ہے، یا ''محمد'' لکھا ہوا ہے۔ اب امیروں کی رگ حمیت پھڑکے گی، منہ مانگی قیمت ادا کر کے وہ جانور خرید لیں گے، پہلے نمائش ہوگی، بازاروں میں،

گلیاروں میں، چوک وچوراہوں میں اور پھر نیشنل اورانٹرنیشنل ٹی چینلوں پر، یوٹیوب اورفیس بک پر،سب چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی دولت ایسے ہی ضائع ہوتی رہے، دنیا کی کوئی غیر مسلم حکومت نہیں چاہتی کہ مسلمان عزت اور سرفرازی کیساتھ زندگی گزاریں،اسی لئے جب کوئی ایسا کام صادر ہوتا ہےتو پورا میڈیا اپنی آنکھوں پر بٹھالیتا ہے،آپ کی دولت کے ضیاع سے ان کے گھروں میں خوشی کے شادیانے بجتے ہیں۔

سنو! سنو!!

''حلال کمائی اینٹ اور گارے میں ضائع نہیں ہوتی''

یہ میں نہیں کہتا حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہےتو پھر کیوں نہیں سوچتے آپ کی حلال کمائی بے دریغ ضائع ہورہی ہے۔اسلام افراط اورتفریط کا قائل نہیں ہے۔

اسلام نے فضول خرچی سے منع کیا ہے،فضول خرچوں کوشیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے۔حلال کمائی حلال کے راستے خرچ ہوتو اچھی بات ہے، یہ سچ ہے کہ حرام کمائی حرام کے راستے میں خرچ ہوتی ہے۔فیصلہ آپ کوکرنا ہے۔اگر آپ نے حرام کی کمائی سے ''حلال جانور'' خرید بھی لیا ،شریعت کے مطابق اس کو''ذبح'' بھی کرلیاتو کیااس کا گوشت''حلال''ہوجائے گا۔

خدارا فضولیات سے بچو،نمائش سے بچو؟ نام ونمود سے بچو،اپنی دولت

سنبھال کر رکھو، جس دولت میں شریعت نے غریبوں کا حصہ رکھا ہے اس دولت میں شیطان کی حصہ داری نہ کرو۔

جو روپے فضولیات میں خرچ کر دیتے ہو اس رقم سے کتنی ہی غریب بچیاں بیاہی جا سکتی ہیں، کتنے ہی یتیموں کی تعلیمی فیس جمع کی جا سکتی ہے، کتنے ہی ایسے غریب مجرموں کو جیل کی سلاخوں سے باہر لایا جا سکتا ہے جو ''مطالبہ'' پورا نہ کر پانے کی وجہ سے سالہا سال سے جیل میں قید ہیں، کتنے ہی غریبوں کے گھروں میں چولھے جل سکتے ہیں اور کتنے ہی جگر گوشے علاج کے ذریعہ شفایاب ہو سکتے ہیں۔

قربانی، سیلفیاں، ویڈیو:

نماز ہو، روزہ ہو، حج ہو، زکوۃ ہو، تلاوت ہو، نوافل ہوں، کوئی بھی عبادت ہو اللہ تعالیٰ کو ریاکاری اور دکھاوا بالکل پسند نہیں ہے۔ جو لوگ نمازی کہلانے کے لئے نماز پڑھیں، روزہ دار کہلانے کے لئے روزہ رکھیں، حاجی کہے جانے کے لئے حج کریں، امیر اور قوم کا ہمدرد کہے جانے کے لئے زکوۃ دیں، یقین مانیں اور یقین جانیں ایسی تمام عبادتیں، ریاضتیں ضائع اور بے کار ہیں۔ حتیٰ کہ شہید کی ''شہادت'' قابل قبول نہیں، اساتذۂ کرام کی ''تعلیم'' قابل قبول نہیں، سخی کی ''سخاوت'' قابل قبول نہیں کیونکہ ان سب کی نیت دکھاوے کی تھی۔

سو اس تمہید کے بعد آپ سمجھ سکتے ہیں کہ قربانی جو خالص اسلامی شعار ہے،

عبادت ہے، رضائے رب کا ذریعہ ہے، خوشنودئ رحمان کا سبب اور وسیلہ ہے اگر یہ عبادت بھی اسی ''دکھاوے'' کی نذر ہو گئی تو ہماری اس عبادت کا کیا ہوگا؟ جو قربانی محض دکھاوے کے لئے کی گئی ہے، بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام پاک بھی لیا گیا ہے، بسم اللہ اللہ اکبر بھی پڑھا گیا ہے، سارے وہ کام کئے گئے ہیں جن کا شریعت نے مکلّف بنایا ہے بس ایک چیز ہے ''نیت'' جس میں فتور ہے، اس کا ارادہ یہ ہے کہ لوگ واہ واہی کریں، گلی گلی میں لوگوں کی زبانوں پر اسی کا نام ہو کہ فلانے نے کتنا مہنگا جانور راہ خدا میں قربان کیا، لوگ مثالیں دیں کہ فلاں نے تو کمال کر دیا، سب لوگ ایک ایک حصہ اور ایک بکرا ہی قربان کرتے ہیں ہمارے محلّہ کے حاجی صاحب نے، قاضی صاحب نے، امیر زادے نے، رئیس صاحب نے درجنوں جانور قربان کر دئے ہیں۔ جی ہاں بہت ممکن ہے تھوڑی دیر کے لئے لوگوں کی زبانوں پر آپ کا نام آجائے، ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ آپ کے در اور گھر پہنچ کر واہ واہی کریں، چاپلوسی کریں، جھوٹی تعریف کریں لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں دکھاوے کی اس عبادت کو ''نفاق'' کے زمرے میں لکھا جاچکا ہے، ایسا منافق شخص جب تک دنیا میں جئے گا نافرمانوں میں شمار ہوگا اور آخرت کا عذاب تو بڑا دردناک ہے۔

سنو! سنو!!

اللہ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس

نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی، اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔'' (جامع العلوم والحکم)

آپ کیا سمجھتے ہیں آپ نے جانور ذبح کیا، اس کی ویڈیو بنالی، فیس بک، ٹیوٹر، واٹسپ ہر جگہ وائرل کردی کیا اس کو دکھاوا نہیں کہتے؟ کیا آپ کا یہ عمل ''مسنون'' کہا جائے گا؟ ہرگز نہیں، ریا کاری یہ بھی ہے۔ ابنِ عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سب سے زیادہ خسارے میں وہ شخص ہے جو لوگوں کے سامنے اپنے نیک اعمال ظاہر کرتا ہے۔(شعب الایمان)

آسمان کے نیچے اسلام کے سوا سب باطل ہے، ہماری کتاب، ہماری شریعت اور ہمارا مذہب ہی باقی رہنے والا ہے، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہماری کتاب اور ہمارے نبی کی تعلیمات ہی ہمارے لئے کافی ہیں تو پھر کیوں ہم شیطان کی اقتدا اور اتباع کرتے ہیں۔ اسلام کے دشمن بال کی کھال نکالنے اور اسلام پر اعتراض کے مواقع تلاش رہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ اپنی بداعمالیوں، بدکرداریوں، غیر شرعی وغیر سنجیدہ امور کے ارتکاب سے انھیں یہ موقع فراہم کر رہے ہیں۔

آخری بات: کسی بھی دھرم میں عبادات کی تشہیر نہیں ہوتی، کیا وہ لوگ گوشت نہیں کھاتے؟ کیا وہ لوگ جانور ذبح نہیں کرتے؟ سب کرتے ہیں اور

آپ سے زیادہ کرتے ہیں، آپ ایک ہی آنت سے کھاتے ہیں اور وہ ساتوں آنتوں میں کھاتے ہیں۔

قربانی کا دارومدار نیت پر ہے

تمبور ضلع سیتاپور جارہا تھا، درمیان میں ایک کشتی سے گزرنا ہوتا ہے، میں کشتی کے اندر تھا، لوگوں کا ایک ہجوم بھی سوار تھا، ایک صاحب کبھی اِدھر ہوتے تھے کبھی اُدھر ہوتے تھے، ملاح نے ڈپٹ کر کہا:

''چپ چاپ اپنی جگہ بیٹھے رہو کیا کشتی ڈبونے کا ارادہ ہے؟''

میں نے پوچھا کہ کیا ایک شخص کے بس میں ہے کہ اتنی بڑی کشتی کو ڈبو سکے؟ ملاح نے جواب دیا:

''جی ہاں جس طرح تالاب کی ایک گندی اور سڑی مچھلی تمام مچھلیوں کا بیڑہ غرق کر سکتی ہے، ماچس کی ایک تیلی پورے پورے محلے کو جلا کر خاکستر کر سکتی ہے، جہاز کا ایک پائلٹ تمام سواریوں کی جان کو خطرے میں ڈال سکتا ہے بالکل اسی طرح ایک شخص کے اچھل کود سے پوری کشتی غرقاب ہوجاتی ہے''۔

بالکل یہی حال قربانی کے جانور کا بھی ہے، قربانی کا جانور پاک اور حلال کمائی کا ہے، اس کے حصہ داروں کی کمائی بھی حلال ہے، ایام بھی قربانی کے ہیں لیکن کسی ایک کی نیت کے بگاڑ اور فساد کے باعث پوری قربانی کا بیڑہ غرق ہوسکتا ہے۔

آپ نے اپنے اساتذہ سے، بڑوں سے، واعظین سے، اماموں اور خطیبوں

سے،مقررین اور مفکرین سے بارہاایک مشہور ومعروف حدیث شریف سنی ہوگی ''اِنما الأعمال بالنیات ''،عمل کا دارو مدار نیتوں پر موقوف ہے۔یہ اصول کسی ایک چیز کے بارے میں نہیں ہے بلکہ یہ ایک عام اصول ہے جس کا اطلاق تمام تر دینی کاموں اور دینی امور پر ہوتا ہے۔

عید قرباں بالکل قریب ہے،اس عید میں گوشت کی فراوانی ہوتی ہے، ہر مسلمان گوشت پسند کرتا ہے،گوشت کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے اس لئے مؤمن کے دونوں ہاتھوں میں لڈو ہیں گوشت کا گوشت اور ثواب کا ثواب۔

چھوٹے جانوروں کی قربانی ہو یا بڑے کی دونوں کے بارے میں ایک بات نہایت سنجیدگی اور ادب کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ قربانی کے سلسلہ میں آپ کی نیت محض گوشت حاصل کرنا ہے تو پھر آپ کی قربانی ضائع اور بیکار ہے،اگر چہ یہ گوشت آپ کے لئے حلال ہے لیکن قربانی کا وجوب ساقط نہیں ہوا ہے اب بھی باقی ہے ،جن لوگوں کی نیت میں فتور ہو،اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہو تو ایسی قربانی عنداللہ قابل قبول نہیں ہے ۔ درمختار میں ہے:ان **کان شریک الستة نصرانیاأ و مریدا اللحم لم یجز عن واحد منهم لان الاراقة لاتتجزأ**۔(کتاب الاضحیۃ)

اسی طرح اگر بڑے کی قربانی میں سات حصے ہوتے ہیں،ان ساتوں حصہ

داروں میں سے اگر کسی ایک کی نیت بھی غلط ہے یا نیت میں فساد ہے، چاہے نام وری کی نیت ہو، شہرت کی نیت ہو، دکھاوے کی نیت ہو یا گوشت کی نیت ہو تو ایسی قربانی بھی ضائع اور قابل قبول نہیں ہے، ایک حصہ دار کی وجہ سے بقیہ تمام حصہ داروں کی قربانی ضائع اور بے کار ہو جاتی ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے کسی سائل نے اسی سلسلہ میں سوال کیا تو مفتیان کرام کا جواب تھا:

''قربانی کے جانور میں جتنے شرکاء ہیں سب کی نیت قربت ہی کی ہونی چاہیے''

اسی طرح ایک اور مستفتی کے سوال کا جواب دیا گیا:

''قربانی کے حصوں میں شریک افراد میں سے اگر کسی ایک کی بھی نیت قربانی و عقیقہ کے علاوہ ہے یا صرف پیسہ کمانے کی نیت ہے تو دیگر افراد کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی''۔

ایک اور مفتی صاحب نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا:

''اگر قربانی کے جانور میں کسی نے صرف گوشت حاصل کرنے کی نیت کی، قربانی ادا کرنے یا ثواب کی نیت نہیں کی تو ایسی صورت میں قربانی صحیح نہیں ہوگی، ایسا آدمی اگر مال دار ہے تو اس پر قربانی کے ایام میں ایک اور قربانی کرنا لازم ہوگا''۔

مزید فرمایا کہ

''ایسا شخص اگر مشترکہ قربانی میں حصہ لے تو جان بوجھ کر ایسے آدمی کو بڑے

جانور میں شریک کرنے کی صورت میں کسی بھی شریک کی قربانی صحیح نہیں ہوگی‘‘۔

میرے دوست مفتی محمد شاکر نثار مدنی قاسمی اعظمی سے کسی نے اس بابت پوچھا تو جواب دیا:

’’قربانی کے بڑے جانور میں ایک یا ایک سے زائد لوگ صرف گوشت کھانے کے ارادے سے شرکت کریں، واجب یا نفلی قربانی کی نیت نہ ہو تو بقیہ لوگوں کی قربانی بھی صحیح نہیں ہوگی، اس لئے بڑے جانور میں اگر کئی لوگ شریک ہوں تو ایک دوسرے کی نیت معلوم کر لینی چاہئے۔

اسی طرح اگر نیت گوشت کی نہیں بھی تھی لیکن سستی شہرت، ریا کاری، دکھاوا، نمود و نمائش کے لئے قربانی کی گئی تو ایسی قربانی بھی عنداللہ قابل قبول نہیں ہے۔ بلکہ شرکاء حضرات کو پہلے ہی سے تحقیق کر لینی چاہئے

لہٰذا محلے داروں یا رشتے داروں کو دکھانے کے لیے بڑا جانور خریدنا یا اس لئے قربانی کرنا کہ اگر میں نے قربانی نہیں کی، تو لوگ میرے بارے میں کیا کہیں گے یا اس نیت سے مہنگا جانور خریدنا کہ بچے خوش ہو جائیں گے، یاد رکھیئے! ان اعمال سے قربانی اور پیسے تو ضائع ہو ہی جائیں گے، البتہ آخرت میں غیر اللہ کیلئے عمل کرنے پر سخت پکڑ اور عذاب کا اندیشہ بھی ہے‘‘۔

کسی سے اس کی نیت پوچھنا تو فتنہ کو جنم دے سکتا ہے، بہتر ہے کہ تمام شرکاء کے سامنے یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جائے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ ائمہ حضرات قربانی سے پہلے ہی اپنے مواعظ اور تقاریر میں یہ مسئلہ بیان کر دیں

تاکہ لوگوں کو اپنی نیتوں میں اصلاح کا وقت مل سکے اور قربانی بھی جائز اور قبول ہو سکے۔

بہو اور، بیٹیوں پر قربانی کا حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایام قربانی (یعنی ۱۰ر تا ۱۲ر ذی الحجہ) انسان کا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی کے جانور کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور قیامت کے روز قربانی کا یہ جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے سینگوں، بالوں اور کُھر وں سمیت حاضر ہوگا اور بلاشبہ قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ پالیتا ہے، تو اے مومنو! خوش دِلی سے قربان کیا کرو۔ (ترمذی)

قربانی واجب ہونے کا نصاب وہی ہے جو صدقۂ فطر کے واجب ہونے کا نصاب ہے، یعنی جس عاقل، بالغ، مقیم، مسلمان مرد یا عورت کی ملکیت میں قربانی کے ایام میں قرض کی رقم منہا کرنے بعد ساڑھے سات تولہ سونا، یا ساڑھے باون تولہ چاندی، یا اس کی قیمت کے برابر رقم ہو، یا تجارت کا سامان، یا ضرورت سے زائد اتنا سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو، یا ان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچ چیزوں میں سے بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر قربانی واجب ہے۔ قربانی

واجب ہونے کے لیے نصاب کے مال، رقم یا ضرورت سے زائد سامان پر سال گزرنا شرط نہیں ہے اور تجارتی ہونا بھی شرط نہیں ہے، ذی الحجہ کی بارہویں تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے اگر نصاب کا مالک ہوجائے تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے۔(دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)

عورتیں مخلص ہوتی ہیں، نیک اور شریف ہوتی ہیں، دین اور دینی تعلیمات پر عمل کے سلسلہ میں پیش پیش رہتی ہیں، صدقہ وخیرات کے معاملہ میں بھی ان کی غیرت وحمیت قابل رشک ہوتی ہے، عورتوں کی سخاوت اور فیاضی کے واقعات سے کتابیں بھری ہوئی ہیں لیکن قربانی کے سلسلہ میں عورتوں سے عموماً غفلت ہوتی ہے، عورتیں اپنے مہر اور اپنے جیب خرچ کو پس انداز کر کے صاحبِ نصاب بھی ہوجاتی ہیں اور انھیں بتایا بھی نہیں جاتا ہے کہ وہ جس مال کی مالک ہیں اس کی مالیت اتنی ہوچکی ہے کہ شرعا صاحب نصاب ہوچکی ہیں اور اب نہ صرف قربانی واجب ہوگئی ہے بلکہ سال گزرنے اور قرض نہ ہونے کی صورت میں زکوۃ بھی فرض ہوچکی ہے۔

آج کے دور میں لوگ مہر بہت زیادہ مقرر کرتے ہیں عموماً اتنا مہر مقرر کرتے ہیں کہ عورت نکاح والے دن ہی صاحب نصاب ہوجاتی ہے۔شوہر اپنا حساب کتاب کر کے زکوۃ بھی دیتا ہے، صدقہ فطر بھی ادا کرتا ہے اور قربانی بھی لیکن اپنی بیوی کی طرف سے غافل رہتا ہے اور بیوی بھی ہوش کے ناخن نہیں لیتی ہے۔

زکوۃ اورقربانی سے پہلوتہی نہیں کرنی چاہئے ،حیلے بہانے نہیں تراشنے چاہئیں بلکہ خوش دلی کے ساتھ زکوۃ ادا کرنی چاہئے ،قربانی بھی کرنی چاہئے ،دیکھنے میں آتا ہے کہ جب عورتوں سے اُن کے مہراوراُن کی اپنی ذاتی رقم کا حساب کتاب کیا جائے اورصاحب نصاب ہونے پرانھیں بتایاجائے کہ تمہارے اوپرقربانی بھی واجب ہے اورزکوۃ بھی فرض ہے تو وہ آنا کانی کرتی ہیں۔اپنے مال کا مالک اپنے شوہرکو بتاکرشوہرکوہی جرم کے کٹہرے میں لا کھڑا کرتی ہیں ،بسااوقات شوہربھی بیوی کے مال سے اپنی لاتعلقی ظاہر کرتے ہیں تاکہ بیوی کی طرف سے زکوۃ سے بچا جاسکے۔اِن حیلوں بہانوں سے کام نہیں چلے گا۔اللہ تعالی ہر چیز دیکھ رہا ہے،اسی نے ہمیں مال دیا ہے، وہ ہمارے ایک ایک راز سے واقف ہے،کل میزان عدل اورعدالت کے کٹہرے میں اگرہم سے ہمارے اِن حیلوں اور بہانوں کی بابت سوال ہوگیا تو ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔

بہوؤں اورشادی شدہ بہنوں کے پاس جوزیورمہر کے علاوہ ہے اگرشوہر نے مالک بنادیا ہےتو پھر یہ آپ کا ہی زیور ہے،آپ ہی اس کی مالک ہیں۔ ویسے بھی جوزیورلڑکی والے یاسسرال والے دلہن کودیتےہیں وہ اُس کی مالک ہوتی ہیں۔شوہراس کوواپس نہیں لےسکتا۔

حضرت مولانامفتی عبدالقیوم ہزاروی سے کسی عورت نے زکوۃ اورقربانی

کے بارے میں پوچھاتو مفتی صاحب نے فرمایا:

’’آپ کے پاس سونا ساڑھے سات تولے ہےتو آپ صاحب نصاب ہیں۔ آپ پرقربانی واجب ہے، پیسے نہیں ہیں تو سونا بیچ کرقربانی دیں۔ جب تک آپ صاحب نصاب ہیں آپ پرقربانی واجب ہے۔ خاوند اپنی قربانی کرے گا، آپ اپنی الگ کریں گی۔ شوہر اگر اپنی طرف سے کرنے کے ساتھ ایک آپ کی طرف سے کردے تو آپ کو ثواب ملے گا‘‘۔

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند سے ایک صاحب نے پوچھا:

’’میری بیوی کی ملکیت میں سونا اور کچھ زیورات ہیں جس کی میں زکاۃ دیتاہوں، کیاان زیورات کی مالیت پرقربانی واجب ہوگی‘‘

اس جواب دیا گیا کہ: جی ہاں اِن زیورات کی مالیت پر قربانی واجب ہوگی۔

اسی طرح ایک صاحب نے اپنی والدہ اور اپنی اہلیہ کے بارے میں پوچھا:

’’میرے والد گھر کے سربراہ ہیں، انہوں نے اپنی کمائی سے میری والدہ کو سونے کا ایک سیٹ دیا ہے جس کی مالیت تقریبا دولاکھ روپے ہے، اسی طرح میں نے بھی اپنی کمائی سے اپنی بیوی کو ایک سیٹ دیا ہے، یہ دونوں خواتین ہاوس وائف ہیں اور خود کماتی نہیں ہیں، مجھے یہ پوچھنا ہے کہ کیا ان دونوں پر قربانی واجب ہے؟

ارباب دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن نے اس کا جواب دیا کہ

''مذکورہ صورت میں اگر سیٹوں کی مقدار ساڑھے سات تولہ سونے سے کم ہے اور ان دونوں خواتین کے پاس کچھ نقدی بھی ہے تو دونوں پر قربانی واجب ہے، البتہ اگر آپ کے والد اور آپ ان کی طرف سے قربانی کرلیں تب بھی ان کا واجب ادا ہو جائے گا، اور اگر زیور کی مقدار ساڑھے سات تولہ سے کم ہے اور ان کے پاس نقدی بھی نہیں ہے تو ان پر قربانی واجب نہیں''۔

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی سے ایک صاحب نے استفتاء کیا:

''ہمارے گھر میں ہم سب لوگ شروع ہی سے ایک ساتھ اتفاق سے رہ رہے ہیں۔ گھر کی تمام تر ذمے داری خرچ، صدقہ، فطرہ اور قربانی وغیرہ بھی گھر کا ذمے دار فرد مشترک طور پر کرتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جس طرح ہمارے گھر کے مردوں پر قربانی واجب ہے اسی طرح ہماری عورتوں پر بھی واجب ہے یا نہیں؟ جب کہ صورت حال یہ ہے کہ گھر میں موجود ہر عورت کے پاس ساڑھے سات تولے سونا اور استعمال کے کپڑے کم از کم 20 جوڑے اور کچھ نہ کچھ نقد رقم بھی ہر وقت موجود رہتی ہے۔ مذکورہ بالا صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائیں کہ آیا اس حالت میں عورتوں پر بھی قربانی واجب ہے؟ اور وجوب کی صورت میں عورت خود قربانی کرے یا گھر کے ذمے دار فرد کے ذمے کردے، کیوں کہ ہمارا گھر مشترک ہے''۔

اس کا جواب دیا گیا کہ:

''عورت اگر خود صاحب نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے، چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔ بیان کردہ صورت میں چوں کہ گھر کی تمام عورتیں

صاحب نصاب ہیں، لہٰذا ہر ایک کے ذمے الگ الگ قربانی واجب ہے۔ چنانچہ گھر کے ذمے دار کو چاہیے کہ ان کی طرف سے بھی قربانی کا اہتمام کرے‘‘۔

بعض تجدد پسند، روشن خیال افراد قربانی کے موقع پر شور مچانے لگتے ہیں کہ قربانی کی رقم کسی غریب، یتیم، مسکین یا بیوہ کو دیدی جائے تو زیادہ ثواب ملے گا۔ یاد رکھیں اس قسم کے بہانے اور حیلے شیطانی وساوس کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں۔ آپ ان غرباء کی مدد کریں، یتیموں کی کفالت سے کسی نے منع نہیں کیا ہے لیکن مدد کے نام پر قربانی کو ہی چھوڑ دینا نص کی صریح مخالفت ہے اور موجب گناہ ہے۔

اسی طرح بعض مرد اور عورتیں سمجھتی ہیں کہ گھر میں ایک بکرا یا بڑے کا ایک حصہ سب کے لئے کافی ہو گیا ایسا ہر گز نہیں ہے، تمام صاحبانِ نصاب مرد و خواتین کو اپنی اپنی طرف سے قربانی کرنا ضروری ہے۔

دوسرے کی طرف سے قربانی کرنے کے لئے اجازت ضروری ہے ورنہ اس پر قربانی کا وجوب باقی رہے گا۔

اسی طرح قربانی صرف ایام اضحیہ میں ہی ادا ہو گی بعد میں چاہے آپ سو جانور راہ خدا میں قربان کر دیں قربانی ادا نہیں ہو گی۔

نماز عید اور ہماری حالت

میں عوام کی کیا بات کروں جب خواص ہی کا یہ حال ہے کہ انھیں صحیح خطبہ پڑھنا نہیں آتا، ریں ریں، کیں کیں کر کے عجیب عجیب انداز اور لہجہ میں خطبہ

سننے میں آتا ہے، تلفظ تو اتنا غلط ہوتا ہے کہ اللہ کا شکرادا کرنے کو جی چاہتا ہے کہ کوئی عربی داں نہیں ہے ورنہ اسے تو الٹیاں شروع ہوجائیں گی۔

خطبہ میں تکبیرات کا مسئلہ اور بھی اہم ہے، ہمارے بہت سے ائمہ کو پتہ ہی نہیں ہے کہ تکبیرات بھی ضروری ہیں، عیدین کے خطبہ میں تکبیرات زیادہ سے زیادہ کہنا چاہیے، خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے ہی پہلے نو دفعہ ''اللہ اکبر'' کہہ کر خطبہ شروع کرنا چاہیے اور دوسرے خطبہ کے شروع میں بھی سات تکبیریں کہہ کر خطبہ شروع کرنا چاہیے اور اس کا اختتام ۱۴ تکبیروں سے کرنا چاہیے، یہ سنت ہے، لیکن اکثر لوگ اس سنت پر عمل نہیں کرتے ہیں، اس سنت کو زندہ کرنا چاہیے۔ نیز اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ عیدالفطر کے مقابلے میں عیدالاضحیٰ میں تکبیرات زیادہ کہنا چاہیے۔ (دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن)

امام عیدین کی پوری عمر گزر جاتی ہے لیکن ان سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ کم ازکم خطبہ ہی یاد کرلیں۔ چنانچہ میں نے ایک جگہ دیکھا کہ گاؤں کی مسجد سے خطبہ عیدگاہ نہیں پہنچا تو ایک بندے کو مستقل گاؤں بھیجا گیا، لوگ دھوپ میں تپتے رہے، پکتے رہے یہاں تک کہ خطبہ آیا تب کہیں جا کر نماز شروع ہوئی۔ یہ سب ہماری غفلت اور بے توجہی کی باتیں ہیں، ایک خطبے میں مشکل سے پانچ دس منٹ لگتے ہیں اگر خطیب حضرات کوشش کریں تو آرام سے تھوڑے دن یا تھوڑی دیر میں خطبہ یاد کیا جاسکتا ہے لیکن ہر چیز کا تعلق دلچسپی سے ہے، جب دلچسپی ہی نہ

ہوتو خطبہ تو کیا سورۃ الکوثر بھی یاد نہیں ہوگی۔

اس سے بھی افسوس کی بات یہ ہے کہ نمازی حضرات جن کی عمر کا سفینہ ساحل سے لگ چکا ہے، جن کے پیر قبر میں لٹک چکے ہیں، جن کی زندگی میں خدا جانے کتنی بار نماز عید پڑھی جا چکی ہے، ان کا مجموعی حال بھی بہت ہی خراب ہے، تکبیرات کی ترتیب میں فیل ہو جاتے ہیں، ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ہاتھ باندھتے اور چھوڑتے ہیں، ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ جس کو دیکھ کر ہاتھ کھولے اور باندھے جا رہے ہیں اگر اس سے بھی غلطی ہوگئی تو اِن صاحب نے بھی غلطی کر دی۔ اُدھر امام صاحب دَمادَم تکبیرات پر تکبیرات کہے جا رہے ہیں اور اِدھر اُن کے مقتدیان ٹامک ٹوئیاں مارے جا رہے گویا اندھیرے میں تیر چلائے جا رہے ہیں۔

تکبیرات تشریق میں بھی عموماً لوگ غفلت کرتے ہیں یہ تکبیرات "اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ واللہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد" نو ذی الحجہ کی فجر سے ایامِ تشریق کے آخری دن یعنی ۱۳؍ذی الحجہ کی عصر تک پڑھی جاتی ہیں، ہر نماز کے بعد ان تکبیرات کو پڑھنا مسنون ہے، تکبیرات اتنی آہستگی سے پڑھیں کہ آپ کے بازو میں جو صاحب نماز پڑھ رہے ہیں ان کے کانوں تک آواز پہنچ جائے اور انھیں بھی تکبیرات تشریق پڑھنے کی توفیق ہو جائے۔

جب خطبہ یاد نہیں ہے تو اس کو مختصر کرنے کی بھی توفیق نہیں ملتی، اگر خطیب

کوخطبہ یادہوتا تواس کونمازیوں کی راحت اور مشقت کا بھی خیال اورلحاظ رہتا۔

عیدگاہیں بغیرچھت کے ہوتی ہیں،چھت نہ ہونے کی وجہ سے کبھی سخت سردی میں نماز ادا ہوتی ہے تو کبھی سخت گرمی میں،کبھی بارش ہی شروع ہوجاتی ہے ایسی صورت میں اگرکوئی پڑھالکھا،ہوشیارامام اور خطیب ہوتو اپنے خطبہ کومختصر کرسکتا ہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹا ہے،جیسی عوام ویساامام،عوام پسینے سے تربترہویابارش سے،یا سردی سے بدن کپکپانے لگے امام صاحب کی رفتار وہی رہتی ہے۔

نماز بہت زیادہ طویل پڑھانایامقتدیوں کی رعایت نہ رکھنا امامت کے آداب کے خلاف ہے۔احادیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ کامل اورہلکی نماز پڑھایا کرتے تھے،نیز بسااوقات مقتدیوں کی رعایت کی بناپرانتہائی مختصرسورتیں پڑھنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ائمہ کو بھی یہ ہدایت ہے کہ نمازطویل نہ پڑھائیں؛ کیوں کہ نمازیوں میں بعض ضعیف،کم زور اورحاجت مند بھی ہوتے ہیں۔اسی طرح روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے طویل نماز پڑھائی،(اورعشاء کی نماز میں سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کردی) مقتدیوں میں سے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت تنبیہ فرمائی اور ناراضی کا اظہارفرمایا۔(دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ

بنوری ٹاؤن)

ایسے مواقع پر امام کی اہلیت اور صلاحیت اور اس کی تربیت بھی ظاہر ہوجاتی ہے،لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ قابلیت ہونا الگ بات ہے تربیت یافتہ ہونا الگ بات ہے ،صلاحیت کے ساتھ اگر تربیت نہیں ہے تو غلط ہے اور تربیت کے ساتھ صلاحیت نہیں ہے تو بھی غلط ہے۔اماموں کو ازدحام کے مواقع پر اپنی حسن قراءت اور ترتیل وتجوید کے گوہر و جوہر دکھانے کے بجائے نبوی طرز اور اسوہ کو اختیار کرکے نماز میں تخفیف کرنی چاہئے ،ترتیل،تدویر اور حدر تینوں طریقے ثابت ہیں آپ موقع محل کا لحاظ کرکے ہی نماز پڑھائیں۔

مسجد کا سامان عیدگاہ لے جانا

کتابوں پر کتابیں چھپتی جارہی ہیں،جدید تحقیقات اور نئے موضوعات پر سیر حاصل تشریحات شائع ہورہی ہیں،علم تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے،نیٹ کی آمد سے بڑے بڑے کتب خانے مٹھی میں آچکے ہیں،چشم زدن میں آپ دارالعلوم مظاہر علوم کے دارالافتاؤں سے رجوع کرسکتے ہیں،ان سب کے باجود ہماری غفلت اور بے حسی جوں کی توں ہے،ہم اپنے علماء کی خدمت میں بیٹھنا اپنی توہین سمجھتے ہیں،بزرگوں سے ملنا اوران کی صحبتوں کو لازم پکڑنا کسرِ شان تصور کرتے ہیں،اپنے آپ کو علامہ فہامہ سمجھنے کا خبط اور خوش فہمی ہمیں ترقی کی طرف نہیں تنزلی کی طرف لئے جارہی ہے اور ہم تیز رفتاری کے ساتھ

کھائی اور خندق میں گرتے جارہے ہیں،ہم نے نیٹ کوترقی کی معراج سمجھ رکھاہے حالانکہ برکت اوراصلی ترقی بزرگوں کے نقوش قدم پر چلنے میں ہے۔ جوں جوں ہم بزرگوں سے دور ہوتے جارہے ہیں ہمارے عقیدے، ہمارے ایمان اور ہماری تربیت متاثر ہوتی جارہی ہے۔طلبہ فارغ ہوجاتے ہیں اورانھیں جوتے پہننے اوراتارنے کی سنتوں کا بھی علم نہیں ہوتا،مسند درس پر تشریف فرما بہت سے اساتذہ اپنے کردار وعمل سے اپنے آپ کو ناتربیت اور کسی اللہ والے کی صحبت سے محرومی کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں،خوان اور پکوان سے لے کر علیک سلیک تک ہر موڑ اور ہر مرحلہ میں ہم اپنی ناخواندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں اوراس قسم کے مظاہرے ہوتے ہی رہیں گے کیونکہ ہم نے اپنے آپ کوتربیت یافتہ سمجھ رکھاہے حالانکہ ہمیں کسی بھی بزرگ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ہم نے درسگاہوں کو خانقاہ سمجھنے کی غلطی کی ہے،حالانکہ دونوں کے درمیان فصل اورفاصلہ ہے ،درسگاہیں زیورعلم سے آراستہ کرتی ہیں تو خانقاہیں زیورتربیت سے پیراستہ کرتی ہیں۔ہم نے خانقاہوں کی مخالفت کی،ہم نے اپنے بڑوں اور بزرگوں سے غلط فہمی کی،ہم نے اُن کی شان میں زبانِ طعن دراز کی،ہم نے ہرموقع پر دوسروں پرانگلی اٹھائی نتیجہ یہ ہوا کہ ہم خوداپنے حصار میں قید ہوکررہ گئے ،ہماری دنیا تنگ ہوتی چلی گئی،ہمارے رابطے مسدود اور محدود ہوتے چلے گئے۔ایسی صورت میں آپ سوچ سکتے ہیں کہ ہم اپنی ذات سے چراغِ ہدایت

روشن کریں گے یا اندھیروں میں اضافے کا سبب بنیں گے۔

علماء کی صحبت کو لازم پکڑنے کی ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، علماء دین کے وہ چراغ ہیں جس سے روشنی کی کرنیں اور شعاعیں ظلمت اور تاریکیوں کو دُور اور نفور کرتی ہیں۔

افسوس کہ آج مفتیان کرام کا کام صرف نکاح وطلاق کے مسائل بتانا اور بیان کرنا رہ گیا ہے، تقویٰ وتدین، حزم واحتیاط، ورع اور روحانی ترقیات کے تعلق سے ہم اُن سے کوئی بات نہیں پوچھتے ہیں اور اگر علمائے کرام ہمیں ہماری کسی غلطی پر ٹوک دیں تو ہم اُن ہی کے خلاف علَم بغاوت بلکہ علَمِ جہاد بلند کر دیتے ہیں۔

اب یہی دیکھ لیجئے: عام طور پر عیدگاہوں میں مسجدوں کی چٹائیاں لے جائی جاتی ہیں، مسجدوں کے خطبے لے جائے جاتے ہیں، مسجدوں کے مائک بھی لے جاتے ہیں یعنی مسجد کا سارا سامان عیدگاہ پہنچا دیا جاتا ہے، یہ غلطی ہم سے اس لئے ہوتی ہے کہ ہم نے کبھی کسی اہل علم سے معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی، ہم نے کوئی دینی بات پوچھنے میں اپنی توہین سمجھی اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم بار بار بلکہ ہر بار اور ہر سال گناہ گار ہوتے رہتے ہیں اور ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا۔

دار العلوم دیوبند سے ایک صاحب سے سوال کیا:

’’کیا مسجد کا سامان دوسری جگہ استعمال کر سکتے ہیں؟ مثلاً مسجد کی چٹائی عیدگاہ

میں عید کی نماز، کیلئے یا کوئی اپنے گھر میں استعمال کیلئے یا کوئی اور مسجد کا سامان دوسری جگہ استعمال کرسکتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟''

ارباب دارالافتاء نے جواب تحریر فرمایا:

''مسجد کا سامان دوسری جگہ استعمال کرنا جائز نہیں ہے؛ لہذا صورت مسئولہ میں مسجد کی چٹائی یا کوئی اور سامان عیدگاہ میں لانا یا اپنے گھر میں استعمال کے لیے لانا شرعا درست نہیں ہے۔ (فتاوی ہندیہ)

اسی طرح کسی اور صاحب نے سوال کیا کہ مسجد میں ضرورت نہیں ہے لیکن اُس کے پاس روپے پیسے اور ساز وسامان موجود ہے تو کیا کسی ایسی مسجد میں یہ سامان لگا سکتے ہیں جہاں شدید ضرورت ہو؟ تو جواب دیا گیا:

''جس مسجد کے لیے چندہ کیا گیا ہے اگر اس مسجد میں فی الحال ضرورت نہیں ہے تو آئندہ کی ضرورت کے لیے اس چندے کو محفوظ رکھا جائے، ایک مسجد کا چندہ دوسری مسجد میں لگانا غرضِ مُعطی کے خلاف ہے اس لیے یہ درست نہیں، اگر دوسری مسجد کو ضرورت ہے تو اس کے لیے الگ سے چندہ کرلیا جائے''۔

ہمارے بہت سے سادہ لوح مسلمان مسجد سے قرآن کریم، سیپارے اور بعض تو ڈھیٹ قسم کے لوگ مسجد کا دوسرا سامان چٹائی، لوٹے وغیرہ واپسی کی نیت سے اپنے گھر لے جاتے ہیں، اِس قسم کا ہر عمل خلاف دین وشریعت ہے ہمیں اس قسم کے کاموں سے خود بچنا چاہئے اور دوسروں کو بھی بچانا چاہئے۔ جو چیز نہ معلوم ہو وہ اہل علم سے معلوم کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔